چلتی ٹرین پر نماز ـــــ نئے فیصلے پر نیا اضافہ

از: حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی
صدر مجلس شرعی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

سلسلے کے لیے اکیسویں فقہی سیمینار منعقدہ پونے کا اضافہ شدہ خطبۂ صدارت شائع کردہ مجلس شرعی مبارک پور دیکھیں۔
محمد ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور

کہا گیا کہ محکمہ ریلوے ٹرینوں کا نظام الاوقات بنانے اور اوقات نماز میں ٹرینوں کو روکنے کے سلسلے میں خود مختار ہے مگر اوقات نماز میں نہ روکنے کے باعث وہ مانع ہے اور یہ منع ”من جهة العباد“ ہے۔ اس لیے اعادہ واجب ہے۔

اوّلاً یہی بات شتربانوں سے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے کہ وہ ہر دس، پانچ میل کے بعد یا کم از کم اوقات نماز میں اونٹوں کو روکنے کے سلسلے میں خود مختار ہیں، مگر اوقات نماز میں نہ روکنے کے باعث وہ مانع ہیں اور یہ منع بھی ”من جهة العباد“ ہے اس لیے چلتے اونٹوں کی پشت پر نماز ادا کرنے کے بعد اعادہ واجب ہے۔

اور یہ کہنا کہ ” قافلہ کسی سوار کو اتر کر نماز پڑھنے سے مانع نہیں ہے۔ نمازی اگر چاہے تو اپنی سواری کو روک کر زمین پر اتر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔“ یہ دعویٰ عقل اور عرف وعمل دونوں کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ قافلہ اونٹوں، ساربانوں اور سواروں کے مجموعہ ہی کا نام ہے۔ الگ سے اس کا کوئی وجود خارجی نہیں۔ جیسے حکومت یا محکمۂ ریلوے متعلقہ افراد کی خاص ہیأتِ اجتماعی ہی کا نام ہے۔ جب قافلہ کے سارے شتربان اپنے اپنے اونٹوں کو چلاتے رہیں تو نمازی کے لیے اترنا کیوں کر میسر ہوگا اور یہ کہنا کہ ”ہر سوار یا خاص کوئی ایک نمازی اپنے اونٹ کو روک کر زمین پر اتر کر نماز پڑھ سکتا ہے“۔ یہ دعویٰ بھی محض دعویٰ ہے۔ جب شتربانوں سے اوقات نماز میں اونٹوں کو روکنے کی شرط نہ ہوئی اور مستاجر یعنی مسافر نے ان کے مقررہ دستور کو قبول کرتے ہوئے معاملہ طے کیا ہے، پھر یہ چلتے اونٹ کو نماز کے لیے رکوانا چاہتا ہے تو موجر یعنی شتربان اس کے مطالبے پر روکنے کا پابند نہیں اور مستاجر کا مطالبہ بھی عقد وعہد کی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے یہ صورت مسافر کے بس میں اور اس کے لیے میسر مان لینا محض ایک مفروضہ یا امر اتفاقی ہے۔ امر اتفاقی یوں کہ کسی کا شتربان خلاف شرط وعہد محض رعایت اور ہمدردی کے تحت اس بات پر راضی وآمادہ ہو جائے کہ وہ اپنا اونٹ روک دے، سوار اتر جائے پھر شتربان اونٹ چلاتا رہے، سوار آگے بڑھ کر بعجلت نماز ادا کر لے پھر اور آگے بڑھ کر اونٹ کے پاس پہنچ جائے، پھر شتربان اپنے احسان اور رحم دلی کے تحت اونٹ بٹھا کر اس نمازی کو بٹھا لے اور اپنے قافلے سے جا ملے۔

یہ ایک نادر اور اتفاقی صورت ہے جس پر فقہا نے بنائے حکم نہ رکھی، نہ یہ مبنائے حکم بننے کے قابل۔ ایسی نادر صورت تو بعض اوقات، بعض ٹرینوں میں، بعض مسافروں کے لیے بھی فرض کی جا سکتی ہے۔ مثلاً کسی اسٹیشن پر کسی ٹرین کا وقفہ صرف ایک دو منٹ ہے۔ کوئی شخص ایسا ہے جو چلتی ٹرین یا سلو (آہستہ) ٹرین سے اترنے اور اس پر چڑھنے کا مشّاق ہے وہ پچیس سکنڈ پہلے اتر گیا اور نماز پڑھ کر جب ٹرین روانہ ہوئی تو پچیس سکنڈ بعد سوار ہو گیا۔ مہارت کی وجہ سے پچاس سکنڈ زیادہ اسے میسر آ گئے۔ کیا اس نادر صورت کی

بنیاد پر کوئی فقیہ یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہ ایک منٹ وقفہ والی چلتی ٹرین شرط استقرار سے مانع نہیں۔ ٹرین چلتی رہے تو بھی مسافر اتر سکتا ہے، ٹرین ٹھہر جائے مسافر نہ اترے یہ بھی ہو سکتا ہے، بلکہ اکثر وبیشتر یہی ہوتا ہے کہ درمیان میں ٹرین رکتی ہے اور اکثر مسافرین نہیں اترتے۔ لہٰذا نماز کے لیے استقرار کے معاملے میں ٹرین کے وقوف وعدم وقوف کا کوئی دخل نہیں۔ یہ مسافر کا اپنا اختیاری فعل ہے۔ ہر شخص کہے گا کہ ایسی نادر صورتوں سے حکم عام نکالنا کوئی فقاہت نہیں۔

بہار شریعت حصہ ششم آداب سفر ومقدمات حج کے بیان میں ہے:

(۵۹) مکہ معظمہ سے جب مدینہ طیبہ کے لیے اونٹ کرایہ کریں تو ایک معلم کے جتنے حجاج ہیں وہ سب متفق ہوکر شرط کرلیں کہ نماز کے اوقات میں قافلہ ٹھہرانا ہوگا۔ اس صورت میں نماز جماعت کے ساتھ بآسانی ادا کر سکیں گے۔ جب یہ شرط ہوگی تو اونٹ والوں کو وقت نماز میں قافلہ روکنا پڑے گا۔

اور اگر شرط نہ کی تو صرف مغرب کے لیے قافلہ روکیں گے باقی نمازوں کے لیے نہیں۔ اور اس صورت میں یہ کرے کہ نماز پڑھنے کے وقت اونٹ سے کچھ آگے نکل جائے اور نماز ادا کرکے پھر شامل ہو جائے۔ اور قافلہ سے دور نہ ہو کہ اکثر خطرہ ہوتا ہے۔

یہ اسی صورت نادرہ کا بیان ہے جو بہ نظر خیر خواہی ذکر ہوئی تا کہ اگر کوئی اس پر عمل کی راہ پیدا کر سکتا ہو تو عمل کرلے۔ یہ مطلب نہیں کہ چلتے اونٹ سے چھلانگ لگا کر اتر جائے پھر آگے جا کر چلتے اونٹ پر جست لگا کر سوار ہو جائے۔ نہ یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کے لیے اونٹ رکوا کر اُتر لینا پھر اونٹ رکوا کر سوار ہو جانا میسر اور سہل ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو عقد اجارہ میں روکنے کی شرط نہ ہونے کے باوجود ہر شخص پر فرض ہوتا کہ اسی آسان صورت پر عمل کرے۔ اس کی دلیل خود بہار شریعت کی یہ عبارت ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی انور البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ (۱۳۲۹ھ) سے منقول ہے:

(۶۰) سفر مدینہ طیبہ میں بعض مرتبہ قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث بہ مجبوری ظہر وعصر ملا کر پڑھنی ہوتی ہے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ الخ۔

اگر سواری سے اترنا، پھر زمین پر نماز ادا کرکے سوار ہو جانا ایک آسان عمل ہے تو مجبوری کیسی؟ اور اپنے مذہب کے مطابق آسان عمل کو چھوڑ کر مذہب غیر پر عمل کی اجازت چہ معنی؟

فتاویٰ رضویہ کی فیصلہ کن عبارت دیکھیے۔ فرماتے ہیں:

"جس قافلے میں یہ فقیر ۱۲۹۵ھ میں اپنے رب کے دربار سے اس کے حبیب کی سرکار میں حاضر ہوتا تھا- جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم- قافلہ بعد زوال ظہر وعصر پڑھ کر رواں ہوتا اور وقت مغرب خفیف قیام کرتا کہ لوگ مغرب وعشا کے فرض ووتر پڑھ لیتے۔ شافعیہ اپنے مذہب پر ایسا کرتے اور حنفیہ بہ ضرورت تقلید غیر پر عامل ہوتے کہ بحال ضرورت- ان شرائط پر کہ فقہ میں مفصل ہیں- ایسا روا ہے۔

مگر یہ فقیر بحمد اللہ اپنے امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابقِ مذہب ہر نماز خاص اس کے وقت مقرر ہی میں پڑھتا جس کی تعیین اللہ ورسول (جلّ وعلا۔ وصلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمادی ہے۔ مجھے عصر وعشا کے لیے اترنا پڑتا، قافلہ دور نکل جاتا، میں جلدی کرکے مل جاتا۔ قضائے حاجت کے لیے بھی لوگ اس خیال سے کہ قافلہ بعید نہ ہو جائے نزدیک ہی بیٹھ جاتے ہیں۔ مجھے یہ پسند نہ آتا اور دور

کسی پیڑ یا پہاڑ کی آڑ میں جاتا، اس میں بھی قافلہ دور نکل جاتا۔ دن کی تنہائیوں اور رات کی اندھیریوں میں بار ہا بدوی ملے، وہ مسلح تھے اور میں نہتا، مگر کبھی سوا "السلام علیکم وعلیکم السلام، مسّاکم اللہ بالخیر والسعادۃ، صبّحکم اللہ بالرضاء و النعیم" کے اصلاً کسی نے کوئی تعرض نہ کیا۔ وللہ الحمد۔ (جلد چہارم، ص:۶۷۲، سنی دار الاشاعت مبارک پور)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے یہ خاص اپنا معمول ذکر کیا، دوسروں کے لیے اسے واجب یا آسان نہ بتایا، بلکہ ان کے لیے ضرورت اور مجبوری تسلیم کرتے ہوئے مذہب غیر اور تقلید غیر پر عمل روا رکھا۔ حقیقت یہی ہے کہ نادر صورتوں کا نہ اعتبار ہوتا ہے نہ ان پر فقہ کے قواعد و احکام عامہ کی بنا ہوتی ہے۔

ثانیاً محکمہ ریلوے نے نان اسٹاپ ٹرین کا اعلان کر دیا، جلد منزل تک پہنچنے کے پیش نظر ساٹھ دن پہلے ہی مسلم و غیر مسلم مسافروں نے کرایہ دے کر ٹکٹ حاصل کر لیے، اور بعض نے وقت سفر سے ایک دن پہلے مقررہ زائد کرایہ دے کر ٹکٹ حاصل کیا۔ عقد میں مشروط اور عمل میں معہود یہی ہے کہ ٹرین کو مقررہ مسافت کے درمیان ناگہانی آفت و حاجت کے بغیر کہیں رُکنا نہیں ہے۔ اگر محکمہ اپنے اعلان، اپنے عقد اور عہد کے برخلاف ہر نماز کے وقت ٹرین روکتا چلے تو غیر مسلموں کو سخت اعتراض ہوگا اور نوبت زبردست احتجاج اور فتنہ و فساد تک پہنچ سکتی ہے۔ یوں ہی اگر محکمہ ٹرین تو سارے مسافروں کے لیے چلائے اور کرایہ بھی سب سے یکساں وصول کرے اور وقفات نماز میں خاص مسلمانوں کی رعایت کرے تو غیر مسلموں کو اعتراض ہوگا اور بعض متعصب اور سخت گیر افراد اسے کسی بڑے فتنہ و فساد کا ذریعہ بھی بنا سکتے ہیں۔

ہاں! اگر مسلمان اپنے لیے کوئی ٹرین خاص کرا لیں اور اس میں اوقات نماز میں ٹرین روکنا مشروط و منظور ہو، پھر اگر محکمہ ان اوقات میں ٹرین نہ روکے تو وہ نماز سے مانع، عہد و عقد کی خلاف ورزی اور سخت ظلم و زیادتی کا مرتکب ہے۔ مسلم نے مجبوراً اس پر نماز ادا کر لی تو بعد استقرار اعادہ ضروری ہے۔ مگر مروجہ صورت میں عقد و عہد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اوقات نماز میں ٹرینوں کو روکنا اجارہ کے فقہی اور ملکی دونوں قانون کے لحاظ سے محکمہ کے اختیار میں نہ رہا۔

اس لیے فتاویٰ رضویہ کی عبارت سے متعلق مانعین کے بیان کردہ مفہوم موافق و مخالف کو مان کر بھی کہا جا سکتا ہے کہ مشروط و معہود اور عاقدین کے لیے منظور و مقبول حالات کے تحت خلاف عقد و عہد ٹرینوں کو روکنا فتنہ و فساد کا باعث اور محکمہ کے اختیار سے باہر ہے۔ اس لیے نہ یہاں منع "من جھۃ العبد" ثابت، نہ اعادۂ نماز کا حکم نافذ۔

جیسے زمانۂ سابق میں رائج شتربانی دستور کے تحت سفر کرنے والوں پر چلتی سواریوں پر نماز پڑھنے کے بعد اعادہ واجب نہیں اور جب عقد اجارہ میں ہر نماز کے وقت روکنے کی شرط نہ ہوئی تو ان پر روکنا لازم بھی نہیں، نہ وہ اس کے سبب نماز سے مانع۔ ہاں! اگر ان سے معاملہ یوں طے ہو جائے کہ ہر نماز کے وقت قافلہ روکنا ہے، پھر وہ نہ روکیں تو ضرور وہ نماز کی شرط استقرار سے مانع ہیں۔ اور بہ مجبوری کسی نے چلتی سواری پر نماز ادا کی تو بعد استقرار اس پر اعادہ بھی واجب ہے۔

خیال رہے کہ بحث یہ نہیں کہ حکومت اور وزارت ریلوے کے اختیار میں کیا ہے، کیا نہیں ہے؟ یہ ایک الگ موضوع ہے جس پر لمبی گفتگو ہو سکتی ہے۔ بحث صرف یہ ہے کہ حکومت کے اعلان کردہ جس نظام اوقات اور اجرت کو قبول کر کے مسلم و غیر مسلم سبھی مسافرین سفر کر رہے ہیں اس کی خلاف ورزی اب حکومت یا محکمے کے اختیار میں رہ گئی یا نہیں؟

ایک عام ہندوستانی بھی اسے اچھی طرح سمجھتا ہے کہ حکومت زور و شور کے ساتھ ایک معاملے کا اعلان کرے اور اس کے مطابق اجرت بھی اپنے خزانے میں ڈال لے مگر جب عمل کی باری آئے تو اس کے خلاف چلے۔ ایسی صورت میں سخت احتجاج اور زبردست فتنہ وفساد یقینی ہے جسے جھیلنے کی قوت کسی بھی امن پسند حکومت کے جسم میں نہیں ہے۔

واضح رہے کہ زیر بحث سفر اونٹوں کا ہو یا ٹرین کا، مسافر اسے اپنے قصد واختیار سے اپناتا ہے اور ایک خاص عقد کے تحت انجام پاتا ہے۔ اس میں وہ نہ اس قیدی کی طرح ہے جس کا تصرف واختیار دوسرے نے سلب کر رکھا ہے۔ نہ اس ریل سوار کی طرح ہے جس کے کوچ کا دروازہ کسی دوسرے نے بند کر رکھا ہے اور اس کلاس میں پانی نہیں – مسافر نہ کسی طرف سے نکلنے پر قادر، نہ پانی حاصل کرنے پر قادر – اس لیے مذکورہ قیدی اور مسافر دونوں کو تیمم سے ادائے نماز کے بعد قدرت واختیار کی حالت میں آنے پر اعادہ بھی واجب ہے کیوں کہ دونوں صورتوں میں دوسرے کسی بندے کی طرف سے رکاوٹ صاف موجود ہے۔

اسی طرح ٹرین یا اونٹ کا مسافر مذکور اس شخص کی طرح بھی نہیں جو کسی ایسے کوئیں کے پاس لائن میں کھڑا ہے جہاں ایک ہی ڈول رسی ہے، لوگ باری باری پانی لے رہے ہیں اور یہ شخص دیکھ رہا ہے کہ میری باری آنے تک نماز کا وقت نکل جائے گا۔

نہ اس شخص کی طرح ہے جو ایسے برہنہ لوگوں کی جماعت میں ہے جن کے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور اسی کو باری باری پہن کر نماز پڑھنا ہے اور یہ شخص جانتا ہے کہ میری باری آنے تک نماز کا وقت نکل جائے گا۔

نہ اس شخص کی طرح ہے جو ایسی تنگ کشتی یا کوٹھری میں ہے جہاں رکوع یا سجود یا قیام کی گنجائش نہیں، ان تینوں قسم کے افراد کے لیے منع نہیں۔ مگر صورت منع ”من جہۃ العبد“ ہے اس لیے وقت کے اندر جیسے ہو سکے نماز ادا کرلیں بعد میں اعادہ کریں۔ کما فی الظفر لقول زفر للامام احمد رضا قدّس سرّہ.

ٹرین یا اونٹ کے مسافر کو ایسے مسلوب الاختیار افراد کی صف میں لانا صورت واقعہ سے کسی طرح مطابقت نہیں رکھتا۔ اخلاص، انصاف اور فقہ وفقاہت کے تقاضوں کو کام لانے کی ضرورت ہے۔ و اللہ الموفق

مجلس شرعی کے سیمینار میں شریک سترّ سے زائد علما وفقہا نے جب خود فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں آج کی چلتی ٹرینوں پر فرض و واجب نمازوں کے جواز کا حکم سنا دیا تو بعض کرم فرماؤں کا غضب اس حد تک جوش زن ہوا کہ تمام مجوّزین کو نا قابل امامت گمراہوں کے حکم میں داخل کر دیا۔ ایک فرعی مسئلے پر ایسا سخت حکم کسی سنجیدہ وذی علم سنی کی سمجھ میں آنے والا نہ تھا اس لیے کسی دلیل کی جستجو ہوئی، بعد تلاش بسیار دو دعوے کیے گئے:

(۱) فرض نماز کے لیے استقرار علی الارض کی شرط اجماعی ہے۔

(۲) جو حکم کسی امر اجماعی پر متفرع ہو وہ بھی اجماعی ہوتا ہے۔

دوسرے دعوے کے ثبوت میں کوئی عبارت برائے نام بھی نہ دی گئی، پہلے دعوے کے ثبوت میں امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت پیش کی گئی:

فيه دليل على أن المكتوبة لا تجوز إلى غير القبلة ولا على الدابة، وهذا مجمع عليه إلّا فى شدة الخوف. (شرح نووی بر صحیح مسلم، ج:اول، ص:۲۴۴) ”اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ فرض نماز غیر قبلہ کی جانب اور دابہ (سواری کے

جانور) پر جائز نہیں۔ یہ امر اجماعی ہے، مگر شدت خوف میں“۔

یہ امام نووی علیہ الرحمہ کی عبارت کا ایک ٹکڑا ہے اس سے متّصلاً بعد کی پوری عبارت نظر انداز کر دی گئی، مگر راقم پوری عبارت مع ترجمہ آگے ذکر کرے گا۔ پہلے عبارت مسطورہ پر کلام ملاحظہ ہو:

اولاً یہ عبارت غیر حالت عذر سے متعلق ہے جس کی دلیل ”إلّا فی شدّة الخوف“ کی صراحت ہے۔ ہماری ساری بحث حالت عذر سے متعلق ہے، اس لیے اصل مبحث سے یہ عبارت بالکل بے تعلق ہے۔ اور یہ کسی طرح ہمارے خلاف حجت نہیں۔ ہم نے کب یہ کہا کہ بلا عذر کسی چلتی سواری پر فرض نماز صحیح ہے؟

ثانیاً اگر اس عبارت کو زبردستی حالت عذر پر بھی منطبق کریں تو اجماع مذکور، نص قرآنی ”فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا“ کے خلاف ہوگا۔ احادیث اور فقہا کی صراحت بھی اس کے خلاف ہے۔ خود فقہاے حنفیہ اور امام احمد رضا قدس سرہ کی عبارتوں سے بحالت عذر چلتے اونٹوں پر نماز فرض کا جواز بے احتیاجِ اعادہ ثابت ہے۔ خود مانعین بھی اس کے قائل ہیں۔ کیا یہ سب حضرات بشمول جملہ مانعین اجماع کے مخالف اور ناقابل امامت ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پورے زور وشور کے ساتھ اس کا بھی اعلان کر دیں پھر دیکھ لیں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔

ثالثاً امام نووی کی عبارت بالا میں ”استقرار علی الارض“ کے شرط ہونے کا کوئی ذکر بھی نہیں۔ شرط اجماعی ہونے کی صراحت تو بہت بعد کی چیز ہے۔

رابعاً امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت ملاحظہ کریں جس میں تخت رواں پر استقبال قبلہ اور اتمام ارکان کے ساتھ ادا شدہ فرض نماز کے صحیح و درست ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔ اور اس سے تخت رواں کے مثل چلتی ٹرین پر ان کے نزدیک صحت نماز کا حکم بالکل واضح اور روشن ہے۔

کیا انھیں اپنا مذہب اور موقف بھی یاد نہ رہا، یا انھوں نے اپنا کلام بھی نہ سمجھا اور شرط اجماعی کے برخلاف تخت رواں پر نماز جائز و صحیح لکھ دی؟ اور کیا وہ بھی مانعین کے بیان کردہ اس قاعدۂ کلیہ سے بے خبر تھے کہ ”حکم اجماعی پر متفرع امر بھی اجماعی ہوتا ہے“؟ عبارت یہ ہے:

وتصح الفريضة فى السفينة الواقفة والجارية والزورق المشدود بطرف الساحل بلاخلاف إذا استقبل القبلةَ و أتم ألأركان، فإن صلّى كذلك فى سرير يحمله رجال أو أُرْجُوحةٍ مشدودةٍ بالحبال... ففى صحة فريضته وجهان، الأصح: الصحة كالسفينة، وبه قطع القاضى أبوالطيب. فقال فى ”باب موقف الإمام و المأموم“ قال أصحابنا: لوكان يصلّي على سرير فحمله رجال و ساروا به صحت صلاتُه. (المجموع شرح المهذب، باب استقبال القبلة، ص: ۲۱٤، الجزء الثالث، دار الفكر، بيروت، لبنان)

(ترجمہ) ٹھہری ہوئی اور چلتی ہوئی کشتی پر اور ساحل سے بندھی ہوئی چھوٹی کشتی پر فرض نماز بغیر کسی اختلاف کے صحیح ہے بشرطے کہ استقبالِ قبلہ اور اتمامِ ارکان ہو اگر اس طرح (یعنی بہ استقبال قبلہ و اتمام ارکان) کسی ایسے تخت پر نماز ادا کی جسے چند آدمی اٹھائے ہوئے ہیں۔ یا ایسے جھولے پر جو رسیوں سے بندھا ہوا ہے تو اس کے فرض کی صحت سے متعلق دو وجہیں (دو قول) ہیں۔ اصح یہ ہے کہ

کشتی کی طرح اس پر بھی فرض نماز صحیح ہے۔ قاضی ابوالطیب نے اسی پر جزم فرمایا۔ انھوں نے ” باب موقف الامام والماموم“ میں لکھا: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اگر کسی تخت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے کچھ لوگوں نے اٹھایا اور لے کر چلتے رہے تو اس کی نماز صحیح ہے“۔

مانعین کو اعتراف ہے کہ ٹھہری ہوئی ٹرین تخت کے مثل ہے تو چلتی ہوئی ٹرین تخت رواں کے مثل ضرور ہے۔ اور مذہب شافعیہ میں تخت رواں پر نماز صحیح ہے جب کہ استقبال قبلہ اور قیام ورکوع وسجود کی تکمیل ہوجاتی ہو، تو ان کے نزدیک چلتی ہوئی ٹرین پر بصورت مذکورہ صحت نماز میں کلام نہیں۔ معلوم نہیں وہ بھی اپنے ذکر کردہ اجماع کی مخالفت کے مرتکب ہوئے یا اس سخت جرم کا الزام رکھنے کے لیے صرف آج کے سنیوں حنفیوں کا سر خاص کر لیا گیا ہے ؟

علاوہ ازیں خود شرح مسلم میں امام نووی کی پوری عبارت (جو مانعین کی منقولہ عبارت سے بالکل متّصل ہے) پر غور کرتے تو اسی سے واضح ہو جاتا کہ ان کی عبارت ”و ھذا مجمع علیہ“ میں ”ھذا“ کا مشار الیہ استقرار علی الأرض نہیں۔ صحیح مسلم باب جواز صلاۃ النافلہ علی الدابۃ فی السفر حیث توجّھت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث مروی ہے:

إن رسول اللہ ﷺ کان یصلّی سبحتہ حیث ما توجھت بہ ناقتہ یعنی رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل نماز ادا فرماتے ناقۂ مبارک کا رخ جدھر بھی ہو۔

اس معنی کی اور بھی حدیثیں ہیں۔ ان کے تحت پہلے امام نووی نے سفر میں چلتی سواری پر بے استقبال قبلہ ادائے نفل کا جواز باجماع مسلمین بتایا ہے، پھر اپنے مذہب کے مطابق اس رخصت کی شرطیں لکھی ہیں۔ حدیث سے مستنبط ہوا تو صرف یہ کہ نفل نماز کے لیے استقبال قبلہ اور استقرار علی الارض شرط نہیں۔ پھر امام نووی نے اس پر اجماع مسلمین بتایا۔

اس کے بعد امام نووی کی پوری عبارت یہ ہے:

وفیه دلیل علی أن المکتوبة لاتجوز إلی غیر القبلة ولا علی الدابة، وھذامجمع علیه إلا فی شدة الخوف، فلو أمکنه استقبال القبلة والقیام والرکوع والسجود علی الدابة واقفة علیھا ھودج أونحوه، جازت الفریضة علی الصحیح فی مذھبنا، فان کانت سائرة لم تصح علی الصحیح المنصوص للشافعي، وقیل: تصح کالسفینة ، فإنھا تصح فیھا الفریضة بالإجماع.

ولوکان في رکب وخاف لونزل للفریضة انقطع عنھم ولحقه الضرر. قال أصحابنا: یصلي الفریضة علی الدابة بحسب الإمکان، وتلزمه إعادتھا، لأنه عذر نادر. (المنھاج للإمام النووي شرح صحیح مسلم، ج:١، ص: ٢٤٤، ٢٤٥)

(ترجمہ) اور اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ فرض نماز غیر قبلہ کی جانب اور سواری پر جائز نہیں۔ اس پر اجماع ہو چکا ہے، مگر شدت خوف میں (جواز ہے)

تو اگر سواری کا جانور ٹھہرا ہوا ہو اس پر محمل یا اس طرح کا کچھ رکھا ہوا ہو کہ اس پر استقبال قبلہ، قیام، رکوع، سجود سب ہو سکے تو ایسی صورت میں ہمارے مذہب کے قول صحیح پر فرض نماز اس پر جائز ہے۔

اور اگر جانور رواں ہو تو امام شافعی کے نص کردہ قول صحیح پر فرض نماز اس پر جائز نہیں۔

اور اگر سواروں کے قافلے میں ہو اور فرض کے لیے اترنے کی صورت میں اسے قافلے سے جدا ہونے اور ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ فرض نماز جیسے ہو سکے جانور پر ادا کر لے اور اس کا اعادہ اس پر لازم ہے س لیے کہ یہ ایک نادر عذر ہے"۔

اس عبارت سے مذہب شافعیہ کے کئی جزئیات معلوم ہوئے خصوصًا یہ کہ

اگر جانور ٹھہرا ہوا ہے اور اس پر محمل وغیرہ ایسا رکھا ہے کہ نمازی اس پر کھڑے ہو کر رکوع و سجود استقبال قبلہ کے ساتھ نماز ادا کر لیتا ہے تو یہ نماز مذہب امام شافعی کے قول صحیح پر جائز ہے جب کہ اس صورت میں استقرار علی الدابہ ہوا، استقرار علی الارض ہرگز نہ ہوا ورنہ حنفیہ عدم جواز کے قائل نہ ہوتے، پھر امام نووی کی عبارتِ ماقبل سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ استقرار علی الارض شرط اجماعی ہے؟ کیا وہ خود اپنا مذہب اور اس پر متفرع دوسرا حکم بھی نہ سمجھ سکے اور آج کے حنفیوں کو اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آ گیا؟؟

میں یہ بھی صراحت کر دوں کہ ٹرینوں کا نظام اور ان پر نمازوں کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ قرآن و حدیث کا کوئی منصوص مسئلہ نہیں، ایک نیا اور فرعی مسئلہ ہے جس میں اگر کوئی فریق دلیل کی تطبیق و تفہیم میں خطا کر جائے تو اسے گمراہ یا فاسق ٹھہرانا روا نہیں۔

اسی لیے حضرت محدّث سورتی علیہ الرحمہ یا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس مسئلے کی بنیاد پر اپنے دور کے ان لوگوں کو فاسق یا گمراہ نہ کہا جو چلتی ٹرین پر نماز کے جواز بلا اعادہ کے قائل تھے۔ **مگر آج کل اسی فرعی مسئلے کی بنیاد پر بعض لوگوں نے تفسیق و تضلیل کی مہم جاری کر رکھی ہے**۔ فیا للعجب! خیر یہ تو ایک نیا مسئلہ ہے، سجدۂ تعظیمی کی حرمت تو ایسا قدیم اور مستحکم مسئلہ ہے کہ امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے الزبدة الزكية في تحريم سجود التحية میں اس پر آیات و تفاسیر کے علاوہ چالیس حدیثیں اور ڈیڑھ سو فقہی نصوص پیش کیے ہیں، چاروں مذاہب کے ائمہ کا اس پر اجماع بتایا ہے مگر سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے صراحت فرمائی ہے کہ مخالفین حرمت کی پیروی میں سجدۂ تعظیمی کا ارتکاب کرنے والوں پر حکم تفسیق نہیں۔ دیکھیے فتاوی مصطفویہ ص ۴۵۶، اور فقہ حنفی میں حالات زمانہ کی رعایت ص ۱۱، ۱۲۔

کیا سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے محض اندھیرے میں تیر چلایا ہے؟ اور مرتکبین سجدۂ تعظیمی کی ناروا رعایت سے کام لیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ واللہ ان کی یہ شان نہیں۔

یہ شان ہمارے کرم فرماؤں کی ہے جنھوں نے آج کے نو پیدا فرعی مسئلہ چلتی ٹرین پر نماز سے متعلق جواز بلا اعادہ کے قائلین کو فسق و ضلال تک پہنچانے کی جسارت کی ہے اور ان کے پیچھے نماز کی ادائگی ناجائز لکھی ہے۔ نہ خدا کا خوف، نہ رسول سے حیا، نہ مرشد سے شرم، نہ مرشد کے مرشد کا پاس و لحاظ۔ فتویٰ نویسی کا نہ کوئی ضابطہ رہا نہ اصول، ایک فرعی مسئلے کو حسام الحرمین کا درجہ دے کر ملک بھر سے دستخطوں کا انبار جمع کر کے عصر حاضر کا الصوارم الہندیہ بنا کر شائع کر دیا۔ اور بزعم خویش نغمہ زن ہیں کہ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم۔

اپنے ہی بھائی ہیں اس لیے دعا کرتا ہوں کہ ربّ کریم انھیں فقاہت و بصیرت عطا کرے اور سرکار مفتی اعظم قدس سرّہ اور امام

اہل سنت قدس سرّہ کی پیروی نصیب فرمائے۔

یہ تو ہمارے دور کی بات ہے: مفتی اعظم قدس سرہ اور جمہور علماے اہل سنت لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدا ناجائز کہتے تھے۔ میں بھی اسی کا قائل ہوں۔ مفتی سید افضل حسین مونگیری صدر المدرسین جامعہ منظر اسلام بریلی شریف اور مفتی محمد جہانگیر اعظمی استاذ منظر اسلام جواز کے قائل تھے۔ مفتی افضل حسین علیہ الرحمہ نے اس موضوع پر کتاب بھی لکھ کر شائع کی مگر مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے ان حضرات یا ان کے متبعین پر نہ حکم فسق عائد کیا نہ بریلی کے سنی مسلمانوں کو ان کی اقتدا سے روکا، نہ اپنی اجازت و خلافت سے محروم کیا۔ کیا ہمارے کرم فرماؤں کی فقاہت یا دینی حمیت یا پرہیزگاری اور تقوی سرکار مفتی اعظم قدّس سرّہ سے فزوں تر ہے؟ نہیں، ہر گز نہیں، بلکہ معاملہ برعکس ہے۔

نوٹ: اس موضوع کا تکملہ اور دیگر بحثیں اس سے پہلے اشاعت یافتہ خطبۂ صدارت (مرتبہ محمد ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ) میں دیکھیں۔ یہ مجلس شرعی مبارک پور سے مطبوعہ شکل میں مل سکتا ہے۔ اور جامعہ اشرفیہ کی ویب سائٹ (www.aljamiatulashrafia.org) پر بھی دست یاب ہے۔

۷/ ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ
۳/ ستمبر ۲۰۱۴ء

محمد ناصر حسین مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور